قادیانیوں کے سوشل بائیکاٹ کی شرعی حیثیت

مصنف۔ مفتی محمد امین قادری رحمۃ اللہ علیہ

طالب دعا۔ زوہیب حسن عطاری

مفتی محمد امین

قادیانیوں کے سوشل بائیکاٹ کی شرعی حیثیت

الحمد الله وحده والصلوة والسلام علی من لا نبی بعده اما بعد

حدود وقصاص کا قائم کرنا حکومت کا کام ہے، رعایا کا کام نہیں لیکن اگر معاشرہ میں بگاڑ پیدا ہو جائے اور کچھ افراد جرائم ومعاصی کا ارتکاب کرنے لگ جائیں تو ان کو درست اور سیدھا کرنے کے لئے اور معاشرہ کو برائیوں سے پاک وصاف رکھنے کے لئے جرائم پیشہ افراد سے قطع تعلق (بائیکاٹ) کرنا ان کے ساتھ میل جول، لین دین ترک کر دینا، ان سے رشتہ ناطہ نہ کرنا ان کی تقریبات شادی غمی میں شریک نہ ہونا، ان کو اپنی تقریبات میں شامل نہ کرنا نہایت ہی پر امن، بے ضرر اور مؤثر ذریعہ ہے۔ آج سے تقریباً نصف صدی پہلے تک ہر زمانہ کے مسلمان اسی بائیکاٹ کے ذریعہ اصلاح معاشرہ کرتے چلے آئے ہیں۔ چنانچہ شرح مشکوۃ شریف میں ہے۔

وهكذا كان داب الصحابه ومن بعد هم من المومنين فى جميع الازمان فانهم كانو يقاطعون من حاد الله ورسوله مع حاجتهم اليه واثرو ارضاء الله تعالیٰ على ذالك

(مرقات، شرح مشکوۃ شریف جلد 10، صفحہ 290)

یعنی صحابہ کرام اور ان کے بعد والے ہر زمانہ کے ایمان والوں کی یہ عادت رہی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے مخالفوں، دشمنوں کے ساتھ بائیکاٹ کرتے رہے حالانکہ ان ایمانداروں کو دنیاوی طور پر ان مخالفین کی احتیاج بھی ہوتی تھی۔ لیکن وہ مسلمان خدا تعالیٰ کی رضا کو اس پر ترجیح دیتے ہوئے بائیکاٹ کرتے تھے۔ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو اپنی رضا جوئی کی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

یہ بائیکاٹ قرآن وحدیث کے عین مطابق ہے بلکہ سید عالم ﷺ نے عملی طور پر بھی اس کو نافذ فرمایا۔ جب غزوہ خیبر میں یہودیوں کا محاصرہ کیا اور یہودی قلعہ میں محصور ہو گئے اور کئی دن گزر گئے تو ایک یہودی

آیا اور اس نے کہا اے ابوالقاسم! اگر آپ مہینہ بھر ان کا محاصرہ رکھیں تو ان کو پرواہ نہیں کیونکہ ان کے قلعہ کے نیچے پانی ہے وہ رات کے وقت قلعہ سے اترتے ہیں اور پانی پی کر واپس چلے جاتے ہیں تو اگر آپ ان کا پانی بند کر دیں تو جلدی کامیابی ہوگی۔ اس پر سید دو عالم ﷺ نے ان کا پانی بند کر دیا۔ تو وہ مجبور ہو کر قلعہ سے اتر آئے۔

فسار رسول ﷺ الی مائهم فقطعا علیهم فلما قطع خرجوا

(زاد المعاد علی الزرقانی، جلد نمبر 4، صفحہ 205)

اور ایک مرتبہ جبکہ حضرت سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ صحابی اور ان کے ساتھی دو اور صحابی رضی اللہ عنہ غزوہ تبوک سے پیچھے رہ گئے۔ واپسی پر سید دو عالم ﷺ نے جواب طلبی فرمائی اور تمام مسلمانوں کو حکم دیا کہ ان تینوں کے ساتھ بات چیت ترک کر دی جائے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

ونهی النبی ﷺ عن کلامی و کلام صاحبی

یعنی رسول اکرم ﷺ نے میرے ساتھ اور میرے دونوں ساتھیوں کے ساتھ بات چیت کرنے سے منع فرمادیا۔ **فاجتنب الناس کلامنا**۔

(صحیح بخاری، صفحہ 675، جلد دوم)

ہمارے ساتھ کوئی بھی بات نہ کرتا تھا۔ اس بائیکاٹ کا یہ اثر ہوا کہ زمین باوجود وسیع ہونے کے ان پر تنگ ہوگئی بلکہ وہ اپنی جانوں سے بھی تنگ آگئے۔

اذا ضاقت علیهم الارض بما رحبت و ضاقت علیهم انفسهم وظنوا ان لا ملجامن الله الا الیه (قرآن مجید پارہ 11)

اور یہ بائیکاٹ جب چالیس دن تک پہنچا تو رسول اکرم علیہ السلام نے حکم دیا کہ اب ان کی بیویاں بھی ان سے الگ ہو جائیں۔ پھر جب پورے پچاس دن ہو گئے تو خدا تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور اس کا حکم بذریعہ وحی نازل فرمایا۔ (روح البیان)

تنبیہ:

یہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے ان سے لغزش ہوئی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک ﷺ کی برکت سے ان کی لغزش کو معاف فرمایا۔ ان کی معافی کی سند قرآن مجید میں نازل فرمائی ان کے درجات بلند کیے۔ لہٰذا اب کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ ان حضرات کے متعلق کوئی ادب سے گری ہوئی بات کہے یا دل میں بدگمانی رکھے کیونکہ صحابہ کرام کے ساتھ ایسا کرنا سراسر ہلاکت ہے اور دین کی بربادی ہے۔

خدا تعالیٰ ادب کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

قطع تعلقی (بائیکاٹ) کے متعلق قرآن پاک میں ہے۔

ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار

یعنی ظالموں کی طرف میلان نہ کرو ورنہ تمہیں نار جہنم پہنچے گی۔

نیز قرآن پاک میں ہے۔

فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین

یعنی یاد آنے کے بعد ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔

اور حدیث پاک میں ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب بنی اسرائیل گناہوں میں مبتلا ہوئے تو ان کو ان کے علماء نے منع کیا مگر وہ باز نہ آئے پھر ان کے علماء نے ان کے ساتھ ان کی مجلسوں میں بیٹھنا شروع کر دیا اور ان کے ساتھ کھاتے پیتے رہے (بائیکاٹ نہ کیا) تو خدا تعالیٰ نے ان کو ایک دوسرے کے دلوں پر مار دیا اور حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ کی زبانی ان پر لعنت بھیجی کیونکہ وہ نافرمانی کرتے حد سے بڑھ گئے تھے۔حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ تکیہ لگائے تشریف فرما تھے۔حضور اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جرائم پیشہ لوگوں کو روک لو۔

(ترمذی شریف صفحہ 130،جلد2)

مذکورہ بالا بائیکاٹ کا حکم ایسے لوگوں کے متعلق ہے جو عملی طور پر جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں۔لیکن جو دین کے ساتھ دشمنی کریں اور خدا تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی شان وعظمت پر حملے کریں۔ ایسے بدمذہبوں کے لئے سخت حکم ہے ان کے ساتھ بائیکاٹ نہ کرنا، میل ملاپ، محبت، دوستی کرنا سخت حرام ہے۔اگرچہ وہ ماں باپ ہوں یا بیٹے بیٹیاں ہوں،،بہن بھائی کنبہ برادری ہو، قرآن پاک میں ہے۔

یا ایھا الذین امنوا لا تتخذوا اباء کم واخوانکم اولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان ومن یتولھم منکم فاولئك ھم الظلمون

یعنی "اے ایمان والو! اگر تمہارے باپ دادا اور تمہارے بھائی،،بہن ایمان پر کفر کو پسند کریں تو ان سے محبت و دوستی نہ کرو اور جو تم میں سے ان کے ساتھ دوستی کرے گا وہ ظالموں میں سے ہوگا۔"

نیز قرآن پاک میں ہے۔

لا تجد قوما یومنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا ابائھم او ابنائھم او اخوانھم او عشیرتھم اولئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ ویدخلھم جنت تجری من تحتھا الانھر خلدین فیھا رضی اللہ عنہ ورضوا عنہ اولئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ھم المفلحونO

یعنی ''تم نہ پاؤ گے کسی اس قوم کو جو خدا تعالیٰ پر اور آخرت پر ایمان رکھتے ہوں، وہ دوستی کریں ایسے لوگوں سے جو دشمنی اور مخالفت کریں اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ سے اگر چہ وہ دشمنی کرنے والے ان کے باپ ہوں یا بیٹے ہوں، بھائی ہوں یا کنبہ برادری ہو۔ ایسے ایمان والوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش فرما دیا ہے اور ان کی روح سے مدد فرماتا ہے اور انہیں بہشتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ ان بہشتوں میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ خدا تعالیٰ ان سے راضی وہ خدا سے راضی۔ یہ لوگ خدا تعالیٰ کی جماعت ہیں اور خدا تعالیٰ کی جماعت ہی دونوں جہان میں کامیاب ہے۔''

آیت مذکورہ کا مفہوم یہ کہ خدا تعالیٰ پر ایمان اور خدا کے رسول کے دشمنوں کے ساتھ دوستی یہ دونوں چیزیں اکٹھی ہو ہی نہیں سکتیں۔ چنانچہ تفسیر روح المعانی میں ہے۔

والکلام علی ما فی الکشاف من باب التخییل خیل ان من الممتنع المحال ان تجد قوما مومنین یوادون المشرکین۔

یعنی'' آیت مبارکہ میں یہ تصور دلایا گیا ہے کہ کوئی قوم مومن بھی ہو اور کفار و مشرکین کے ساتھ اس کی محبت و دوستی بھی ہو یہ محال و ممتنع ہے۔''

نیز اسی میں ہے۔

مبالغہ فی النھی عنہ والزجر عن ملابستہ والتصلب فی مجانبہ اعداء اللہ تعالی

یعنی'' آیت مذکورہ میں خدا تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کے دشمنوں کے ساتھ محبت و دوستی کرنے سے مبالغہ کے ساتھ منع فرمایا گیا ہے اور ایسا کرنے والوں کے لئے زجر و توبیخ ہے اور خدا تعالیٰ کے دشمنوں سے الگ رہنے کی پختگی بیان کی گئی ہے۔''

خدا تعالیٰ جل مجدہ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں ایسا ایمان نقش کر دیا تھا کہ ان کی نظروں میں حبیب خدا ﷺ کے مقابلہ میں کسی کی کوئی وقعت ہی نہ تھی خواہ وہ باپ ہو کہ بیٹا، بھائی ہو کہ بہن۔ چنانچہ سیدنا امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ ابو قحافہ کی زبان سے

سید دو عالم ﷺ کی شان میں گستاخی سنی تو اس کو ایسا مکا رسید کیا کہ وہ گر گیا۔ جب حضور ﷺ سے عرض کیا اور حضور ﷺ نے پوچھا۔ ''افعلت یا ابا بکر '' اے ابوبکر تو نے ایسا کیا ہے۔ عرض کی ہاں یارسول اللہ ۔ ''قال لا تعد قال واللہ لو کان السیف قریبا منی لضربتہ '' یارسول اللہ خدا تعالیٰ کی قسم اگر میرے قریب تلوار ہوتی تو میں اس کو مار دیتا۔ اس پر آیت مذکورہ نازل ہوئی۔ (روح المعانی)

اور سیدنا ابوعبیدہ ابن جراح رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ کے منہ سے اپنے محبوب آقا ﷺ کی شان میں کوئی ناپسندیدہ بات سنی تو اسے منع کیا وہ باز نہ آیا تو اس باپ کو قتل کر دیا جیسے روح المعانی میں ہے۔

عن انس قال کان ای ابو عبیدہ قتل اباہ وھو من جملہ اساری بدر بیدہ لماسمع منہ فی رسول اللہ ﷺ ما یکرہ ونھاہ فلم ینتہ

یوں ہی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے ماموں عاص بن ہاشم کو بدر کے دن اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا اور حضرت مولیٰ علی شیر خدا اور حضرت حمزہ اور حضرت عبیدہ بن حارث نے عتبہ شیبہ اور ولید بن عتبہ کو قتل کر دیا اور حضرت معصب بن عمیر نے اپنے بھائی عبید بن عمیر کو اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا۔

خدا تعالیٰ ان پاک روحوں پر لاکھوں، کروڑوں، اربوں، کھربوں رحمتیں نازل فرمائے جنہوں نے امت کو عشق مصطفیٰ ﷺ کا درس دیا اور یہ ثابت کر دیا کہ ناموس مصطفیٰ ﷺ کے سامنے سب ہیچ ہیں۔ حضور رحمت دو عالم ﷺ کی عزت وعظمت کے سامنے نہ کسی استاد کی عزت ہے نہ کسی پیر کا تقدس رہ جاتا ہے۔ نہ ماں باپ کا وقار، نہ بیوی بچوں کی محبت آڑے آتی ہے۔ نہ مال و دولت ہی رکاوٹ بن سکتی ہے۔

سبحان من کتب الایمان فی قلوب المومنین وایدھم بروح منہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسی عشق ومحبت کی بنا پر خدا تعالیٰ نے ان کے جذبات کی تعریف فرمائی ہے۔ ''**اشداء علی الکفار رحماء بینھم** '' یعنی وہ کافروں دشمنوں پر بڑے ہی سخت ہیں اور آپس میں رحم دل ہیں''، بلکہ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ خدا اور رسول ﷺ کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی اور شدت کی مقدار پر ہی عشق ومحبت کا نکھار ہوتا ہے۔ جو شخص محبت کا دعویٰ کرے لیکن محبوب کے دشمنوں کے ساتھ بغض وعداوت نہ رکھے وہ محبت میں سچا نہیں ہے، وہ محبت محبت ہی نہیں ہے۔ بلکہ وہ بربریت ہے، دھوکہ ہے، فریب ہے، الحاصل خدا تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کے دوستوں کے ساتھ دوستی اور ان کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی افضل الاعمال ہیں۔ حدیث پاک میں ہے۔

افضل الاعمال الحب فی اللہ والبغض فی اللہ (مشکوٰۃ شریف)

یعنی عملوں میں افضل ترین عمل خدا تعالیٰ کے دوستوں سے محبت کرنا اور خدا تعالیٰ کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی کرنا ہے۔

رسول اکرم ﷺ دربار الٰہی میں یوں دعا کرتے ہیں۔

اللھم اجعلنا ھا دین مھتدین غیر ضالین و لا مضلین سلما لا ولیئک وعدو الا عدائك نحب بحبك من احبك و نعادی بعد اوتك من خالفك اللھم ھذا الدعا وعلیك الاجابه

(ترمذی شریف، جلد 2، صفحہ 178)

یا اللہ! ہم کو ہدایت دہندہ، ہدایت یافتہ کر، یا اللہ ہم کو گمراہ اور گمراہ کرنے والا نہ کر، یا اللہ ہم کو اپنے دوستوں کے ساتھ محبت و دوستی کرنے والا اور اپنے دشمنوں کے ساتھ دشمنی و عداوت رکھنے والا بنا۔ یا اللہ ہم تیری محبت کی وجہ سے تیرے دوستوں سے محبت کرتے ہیں اور تیرے ساتھ ان کی عداوت کی وجہ سے ہم ان سے عداوت رکھتے ہیں۔ یا اللہ یہ ہماری دعا ہے اسے قبول فرما۔

ان ارشادات عالیہ کو وہ صلح کلی حضرات آنکھیں کھول کر دیکھیں جو لوگ بے سوچے سمجھے جھٹ کہہ دیتے ہیں کہ حضور تو کافروں کو بھی گلے لگاتے تھے۔ ان حضرات سے سوال ہے کہ رسول اکرم ﷺ خدا تعالیٰ کے ارشاد مبارک ''یا ایھا النبی جاھد الکفار و المنافقین و اغلظ علیھم'' کے مطابق حکم الٰہی کی تعمیل کرتے تھے یا نہیں۔ ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ احکام خداوندی کی تعمیل سید دو عالم ﷺ سے بڑھ کر کوئی نہیں کر سکتا اور نہ کسی نے کی ہے۔ بنا بریں رسول اکرم ﷺ نے مسجد نبوی شریف سے منافقوں کا نام لے کر مسجد سے نکال دیا۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

یعنی رسول اکرم ﷺ جمعہ کے دن جب خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے تو فرمایا اے فلاں تو منافق ہے۔ لہٰذا مسجد سے نکل جا۔ اے فلاں تو بھی منافق ہے مسجد سے نکل جا، حضور ﷺ نے کئی منافقوں کے نام لے کر نکالا اور ان کو سب کے سامنے رسوا کیا۔ اس جمعہ کو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ابھی مسجد شریف میں حاضر نہیں ہوئے تھے۔ کسی کام کی وجہ سے دیر ہوگئی تھی جب وہ منافق مسجد سے نکل کر رسوا ہو کر جا رہے تھے۔ تو سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ آ رہے تھے۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ شرم کی وجہ سے چھپ رہے تھے کہ مجھے تو دیر ہوگئی ہے۔ شاید جمعہ ہو گیا ہے۔ لیکن منافق فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے اپنی رسوائی کی وجہ سے چھپ رہے تھے۔ پھر جب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے تو ابھی جمعہ نہیں ہوا تھا، بعد میں ایک صحابی نے کہا اے عمر تجھے خوش خبری ہو کہ آج خدا تعالیٰ نے منافقوں کو رسوا کر دیا ہے۔

(تفسیر روح المعانی، جلد 11، صفحہ 11۔ تفسیر مظہری جلد 4، صفحہ 289۔ تفسیر ابن کثیر جلد 2، صفحہ 384۔ تفسیر خازن جلد 3، صفحہ 511۔ تفسیر بغوی علی الخازن جلد 3، صفحہ 511۔ تفسیر روح البیان جلد 3، صفحہ 493)

اور سیرت ابن ہشام میں عنوان قائم کیا ہے۔ "**طرد المنافقین من مسجد رسول اللہ ﷺ**" اور اس کے تحت فرمایا کہ منافق لوگ مسجد نبوی میں آتے اور مسلمانوں کی باتیں سن کر ٹھٹھے کرتے دین کا مذاق اڑاتے تھے۔ ایک دن کچھ منافق مسجد نبوی شریف میں اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے۔ آہستہ آہستہ باتیں کر رہے تھے ایک دوسرے کے قریب بیٹھے تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے دیکھ کر کہا "**فامو بھم رسول اللہ ﷺ فاخرجوا من المسجد اخواجا عنیفا**" رسول خدا نے حکم دیا کہ ان منافقوں کو سختی سے نکال دیا جائے۔ اس ارشاد پر حضرت ابوایوب، خالد بن زید اٹھ کھڑے ہوئے اور عمر بن قیس کو ٹانگ سے پکڑ کر گھسیٹتے گھسیٹتے مسجد سے باہر پھینک دیا پھر حضرت ابوایوب نے رافع بن ودیعہ کو پکڑا اس کے گلے میں چادر ڈال کر خوب کھینچا اور اس کے منہ پر طمانچہ مارا اور اس کو مسجد سے نکال دیا اور ساتھ ساتھ حضرت ابوایوب فرماتے جاتے "**اف لك منافقا خبیثا**" ارے خبیث منافق تجھ پر افسوس ہے۔ اے منافق رسول اکرم ﷺ کی مسجد سے نکل جا اور ادھر حضرت عمارہ رضی اللہ عنہ بن حزم نے زید بن عمرو کی داڑھی کو پکڑا زور سے کھینچا اور کھینچتے کھینچتے مسجد سے نکال دیا اور پھر اس کے سینے پر دونوں ہاتھوں سے تھپڑ مارا کہ وہ گر گیا۔ اس منافق نے کہا اے عمارہ تو نے مجھے بہت عذاب دیا ہے۔ تو صحابی عمارہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا تجھے دفع کرے جو خدا تعالیٰ نے تیرے لئے عذاب تیار کیا ہے وہ اس سے بھی سخت تر ہے۔ "**فلا تقربن مسجد رسول اللہ ﷺ**" آئندہ رسول اللہ ﷺ کی مسجد مبارک کے قریب نہ آنا۔

اور بنونجار قبیلہ کے دو صحابی ابومحمد جو کہ بدری صحابی تھے اور ابومحمد مسعود نے قیس بن عمرو کو جو کہ منافقین میں سے نوجوان تھا گدی پر مارنا شروع کیا حتیٰ کہ مسجد سے باہر نکال دیا اور حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے جب سنا کہ حضور ﷺ نے منافقوں کو نکال دینے کا حکم دیا ہے، حارث بن عمر کو سر کے بالوں سے پکڑ کر زمین پر گھسیٹتے گھسیٹتے مسجد سے باہر نکال دیا۔ وہ منافق کہتا تھا۔ اے ابن حارث تو نے مجھ پر بہت سختی کی ہے تو انہوں نے جواب میں فرمایا اے خدا کے دشمن تو اسی لائق ہے تو نجس ہے پلید ہے۔ آئندہ مسجد کے قریب نہ آنا۔ ادھر ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی زری بن حارث کو سختی سے نکال کر فرمایا افسوس کہ تجھ پر شیطان کا تسلط ہے۔ (سیرت ابن ہشام جلد 1، صفحہ 528)

نیز خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو ارشاد فرمایا کہ تم ابراہیم علیہ السلام کی پیروی میں خدا تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کے دشمنوں سے ہمیشہ نفرت اور بیزاری رکھو۔ ارشاد ہے۔

قد كانت لكم اسوه حسنه فی ابراهیم والذین معه اذ قالوا القومهم براء منکم ومما تعبدون من دون الله کفرنا بکم وبدا بیننا وبینکم العداوه والبغضاء ابدا حتی تومنو بالله وحده (سورہ ممتحنہ)

یعنی "اے ایمان والو! تمہارے لئے ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ماننے والوں میں اچھی پیروی ہے جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ ہم تم سے اور تمہارے بتوں سے بیزار ہیں۔ ہم انکاری ہیں اور ہمارے تمہارے درمیان جب تک تم خدا وحدہ پر ایمان نہ لاؤ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دشمنی ٹھن گئی ہے۔

اور تفسیر روح المعانی میں حدیث قدسی منقول ہے۔

یقول الله تبارك و تعالیٰ وعزتی لا ینال رحمتی من لم یوال اولیائی ویوادا عدائی۔ (صفحہ 35، جز 28)

یعنی "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے میری عزت کی قسم جو شخص میرے دوستوں کے ساتھ دوستی نہیں کرتا اور میرے دشمنوں کے ساتھ دشمنی نہیں کرتا وہ میری رحمت حاصل نہیں کرسکتا۔"

اور درۃ الناصحین میں علامہ خوبوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث پاک ذکر کی ہے۔

یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام تو نے میرے لئے بھی کوئی عمل کیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ میں نے تیرے لئے نماز پڑھی خدا تعالیٰ نے فرمایا نماز تو تیرے ہی لئے برہان بنے گی۔ عرض کی یا اللہ میں نے تیرے لئے روزے رکھے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام روزہ تو تیرے لئے ڈھال بنے گا۔ پھر عرض کی میں نے تیرے لئے صدقہ دیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا صدقہ تو تیرے ہی لئے سایہ بنے گا۔ عرض کی میرے خدا میں نے تیرے لئے ذکر کیا ہے۔ فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام یہ تو تیرے لئے نور ہی ہوگا۔ بتا تو نے میرے لئے کون سا عمل کیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی میرے پروردگار تو ہی بتا دے کہ وہ کون سا عمل ہے جو تیرے لئے ہو۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا اے پیارے موسیٰ علیہ السلام کیا تو نے میرے دوستوں کے ساتھ محبت و دوستی کی ہے اور کیا تو نے میرے دشمنوں کے ساتھ دشمنی کی ہے۔ (درۃ الناصحین صفحہ 210)

اسی طرح کا ایک واقعہ ایک ولی اللہ کے ساتھ پیش آیا جیسا کہ تفسیر روح البیان صفحہ 378، جلد 4 پر ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ کے دربار میں خدا تعالیٰ کے دوستوں کے ساتھ محبت کرنا جتنا مقبول ومحبوب عمل ہے، اتنا ہی خدا تعالیٰ کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی وعداوت رکھنا بھی مقبول ومحبوب عمل ہے۔ نیز خدا تعالیٰ اوراس کے پیارے حبیب ﷺ کی محبت اوران کے دشمنوں، گستاخوں کی محبت آپس میں ضدیں ہیں یہ دونوں بیک وقت ایک دل میں جمع نہیں ہوسکتیں۔

مخدوم الاولیاء سیدنا امام ربانی خواجہ مجدد الف ثانی سرہندی قدس نے فرمایا۔

''دو محبت متبائنہ جمع نشوند جمع کہ ضدین را محال گفتہ اند۔ محبت یکے مستلزم عداوت دیگر ست۔'' (مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر 165، جلد اوّل)

یعنی دو محبتیں جو ایک دوسرے کی ضد ہوں ایک دل میں جمع نہیں ہوسکتیں کیونکہ اجتماع ضدین محال ہے۔ اگر خدا تعالیٰ اوراس کے پیارے رسول ﷺ کی دل میں محبت ہوگی تو خدا اور رسول کے دشمنوں کی محبت دل میں نہیں آسکتی اور خدا تعالیٰ اوراس کے پیارے رسول ﷺ کے دشمنوں کی جتنی محبت ودوستی دل میں آئے گی تو خدا اور رسول (جل وجلالہ و ﷺ) کی محبت اتنی ہی کم ہوجائے گی۔

نیز فرمایا۔

''وعلامت کمال محبت کمال بغض است با اعداء او ﷺ'' (مکتوب 1/165)

یعنی تاجدار مدینہ ﷺ کے ساتھ کمال محبت کی یہ علامت ہے کہ سید دوعالم ﷺ کے دشمنوں کے ساتھ کمال بغض وعداوت ہو۔

نیز فرمایا۔

''کافروں کے ساتھ جو کہ خدا تعالیٰ اوراس کے پیارے حبیب ﷺ کے دشمن ہیں۔ دشمنی رکھنی چاہئے اوران کو ذلیل وخوار کرنے میں کوشش کرنی چاہئے اور کسی طرح ان کی عزت نہیں کرنی چاہئے اوران بدبختوں کو اپنی مجلس میں نہیں آنے دینا چاہئے۔

(مکتوب نمبر 165)

نیز فرمایا۔ ''دررنگ سگاں ایشاں را دور باید داشت'' یعنی خدا اور رسول کے دشمنوں کو کتوں کی طرح دور رکھنا چاہئے۔

نیز فرمایا۔ ''پس عزت اسلام درخواری کفر واہل کفر ست۔ کسیکہ اہل کفر را عزیز داشت اہل اسلام را خوار ساخت۔'' یعنی اسلام کی عزت اسی میں ہے کہ کفر وکفار کو ذلیل وخوار کیا جائے جو شخص کفر والوں کی

عزت کرتا ہے وہ حقیقت میں مسلمانوں کو ذلیل کرتا ہے۔ (مکتوب نمبر 1/163)

نیز سیدنا امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

رسول اکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ تک لے جانے والا یہی ایک راستہ ہے۔ (کہ ان کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی عداوت رکھی جائے۔) اگر اس راستہ کو چھوڑ دیا جائے تو اس دربار تک رسائی مشکل ہے۔ (مکتوب نمبر 1/165)

اور یہ بھی مسلم کہ سید اکرم نور مجسم فخر آدم و بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم تک رسائی ہی دین ہے۔ ڈاکٹر سر اقبال مرحوم نے کیا خوب فرمایا ہے۔

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نر سیدی تمام بولہبی ست

یعنی تو اپنے آپ کو مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک قدموں تک پہنچا دے اور اگر تو ان تک نہ پہنچ سکا تو تیرا سب کچھ ہی ابولہب ہے۔

بدمذہبوں کے ساتھ بائیکاٹ کے متعلق چند احادیث مبارکہ بیان کی جاتی ہیں۔

حدیث پاک نمبر 1:

عن ابی هریره قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یکون فی اخرا الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم و لا اباءکم فایا کم وایاهم لا یضلونکم و لا یفتونکم۔ (مسلم شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''آخری زمانہ میں کچھ لوگ کذاب و دجال بہت جھوٹے دھوکہ باز آئیں گے۔ وہ تم سے ایسی باتیں بیان کریں گے جو نہ تم نے سنی ہوں گی نہ تمہارے باپ دادا نے سنی ہوں گی۔ لہٰذا اے میری امت تم ان کو اپنے سے بچاؤ اور اپنے آپ کو ان سے بچاؤ کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں۔ کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔''

سبحان اللہ! کیا شان ہے تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ آپ نے نور نبوت سے پہلے ہی دیکھ لیا کہ دین کے ڈاکو آئیں گے۔ بھولے بھالے مسلمانوں کو ان سنی اور بناوٹی باتیں سنا کر اپنے دجل و فریب سے ان کے ایمان لوٹیں گے۔ لہٰذا اس شفیق امت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے سے ہی امت کو بچنے کی تدبیر بتائی کہ اے میری امت! بے دینوں کے قریب مت پھٹکنا اور نہ ان کو اپنے قریب آنے دینا ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ لیکن

امت کے کچھ بے لگام افراد ہیں جو کہتے پھرتے ہیں جی صاحب! ہر کسی کی بات سننی چاہئے۔ دیکھیں بھ کہتے کیا ہیں۔ اسی بنا پر بد مذہبوں کے جلسوں میں جانے والے، ان کا لٹریچر پڑھنے والے، ان کی تقریریں سننے والے ہزاروں لوگ گمراہ، بددین ہو گئے، جہنم کا ایندھن بن گئے۔

حسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اے میرے مسلمان بھائیو! ہوشیار، خبردار، ہوشیار، خبردار غیروں کے جلسوں میں مت جاؤ ان کی تقریریں مت سنو، ان کے رسائل واخبارات مت پڑھو ورنہ پچھتاؤ گے۔ اگر تقریر سنو تو اس کی جس کا دل محبت مصطفیٰ ﷺ سے لبریز ہے، کتابیں اور رسالے پڑھو تو ان کے جن کے سینے عشق مصطفیٰ ﷺ سے معمور ہیں۔ سیدنا محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ کے متعلق منقول ہے۔

یعنی حضرت ابن سیرین رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے کہ دو بد مذہب آئے اور انہوں نے عرض کی کہ حضرت اجازت ہو تو ہم آپ کو ایک حدیث سنائیں۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ پھر انہوں نے عرض کیا کہ اجازت ہو تو ہم قرآن پاک کی ایک آیت پاک بیان کریں۔ آپ نے فرمایا ہرگز نہیں یا تو تم یہاں سے چلے جاؤ یا میں اٹھ کر چلا جاتا ہوں۔ اس پر وہ دونوں خائب و خاسر ہو کر چلے گئے تو کسی نے عرض کیا حضور اس میں کیا حرج تھا کہ وہ دو آدمی قرآن پاک کی کوئی آیت پاک سناتے۔ اس پر حضرت سیدنا محمد بن سیرین قدس سرہ نے فرمایا کہ یہ دونوں بد مذہب تھے۔ اگر یہ آیت پاک بیان کرتے وقت اپنی طرف سے اس میں پچر لگا دیتے تو مجھے ڈر تھا کہ کہیں وہ تحریف میرے دل میں بیٹھ جاتی اور میں بھی بد مذہب ہو جاتا۔ (فتاویٰ الحرمین)

سبحان اللہ! وہ امام بن سیرین جلیل القدر محدث، قوم کے پیشوا، وقت کا علامہ علم کا ٹھاٹھیں مارتا ہو سمندر۔ وہ تو بد مذہبوں سے اتنا پرہیز کریں کہ قرآن پاک کی ایک آیت ان سے سننے کے روادار نہیں اور آج کے ان پڑھ، دین سے بے خبر اتنی بے باکی اور جرأت سے کہہ دیتے ہیں کہ جی صاحب ہر کسی کی بات سننی چاہئے۔ "**ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔**"

یوں ہی حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے کسی نے کوئی بات پوچھی تو آپ نے اس کو جواب نہ دیا۔
"**فقیل لہ فقال از ایشان۔**" (فتاویٰ الحرمین)

کسی نے عرض کیا کہ حضرت آپ نے اس کو جواب کیوں نہیں دیا تو آپ نے فرمایا یہ بد مذہبوں میں سے ہے۔

حدیث پاک نمبر 2:

قال رسول الله ﷺ ان مجوس هذه الامه المكذبون باقد ارا الله ان مرضوا فلا تعود وهم وان ماتوا فلا تشهد وهم وان لقيتموهم فلا تسلموا عليهم (ابن ماجہ شریف)

''یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قضاو قدر کو جھٹلانے والے اس امت کے مجوسی ہیں۔ (حالانکہ وہ نمازیں بھی پڑھتے ہیں، روزے بھی رکھتے ہیں) فرمایا کہ اگر وہ بیمار پڑیں تو ان کو پوچھنے مت جاؤ اور اگر وہ مرجائیں تو ان کے مرنے پر ان کے جنازہ وغیرہ میں مت شریک ہو، اگر تم سے ملیں تو ان کو سلام نہ کرو۔''

تیل کی جلی ہوئی تلچھٹ کی مثل سخت کھولتا پانی پینے کو دیا جائے گا کہ منہ کے قریب ہوتے ہی اس کی تیزی سے چہرے کی کھال گر جائے گی۔ سر پر گرم پانی بہایا جائے گا۔ جہنمیوں کے بدن سے جو پیپ بہے گی وہ پلائی جائے گی۔ خاردار تھوہر کھانے کو دیا جائے گا، وہ ایسا ہوگا کہ اگر اس کا ایک قطرہ دنیا میں آئے تو اس کی سوزش و بدبو تمام اہل دنیا کی معیشت برباد کردے۔ اور وہ گلے میں جا کر پھندا ڈالے گا اس کے اتارنے کے لئے پانی مانگیں گے ان کو وہ کھولتا پانی دیا جائے گا کہ منہ کے قریب آتے ہی منہ کی ساری کھال گل کر اس میں گر پڑے گی اور پیٹ میں جاتے ہی آنتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کردے گا اور وہ شوربے کی طرح بہہ کر قدموں کیطرف نکلیں گی۔ پیاس اس بلا کی ہوگی کہ اس پانی پر ایسے گریں گے جیسے تونس کے مارے ہوئے اونٹ۔ پھر کفار جان سے عاجز آ کر باہم مشورہ کر کے مالک علیہ الصلاۃ والسلام داروغہ جہنم کو پکاریں گے اے مالک! (علیہ الصلوۃ والسلام) تیرا رب ہمارا قصہ تمام کردے۔ مالک علیہ الصلوۃ والسلام ہزار برس تک جواب نہ دیں گے۔ ہزار برس کے بعد فرمائیں گے مجھ سے کیا کہتے ہو اس سے کہو جس کی نافرمانی کی ہے۔ ہزار برس تک رب العزت کو اس کی رحمت کے ناموں سے پکاریں گے وہ ہزار برس تک جواب نہ دے گا۔ اس کے بعد فرمائے گا۔ تو یہ فرمائے گا'' دور ہوجاؤ جہنم میں پڑے رہو مجھ سے بات نہ کرو'' (بہار شریعت)